عورت کی امامت کی شرعی حیثیت

*زاہدہ شبنم

**عتیق امجد

-In this research article woman standing as Imam has been discussed based on Hadith narrated by Um-e-Warqa (رضی اللہ عنہا). Two issues have been discussed in this article. In first category, it is a case when a woman organizes imamat of woman and in the second case when she conducts imamat of men. In the first phase of this thesis, it is analytically studied about the woman as imam of women with all its reasons, possibilities, nullification, environment and rewards in the light of the opinions made by fuqahas (scholars) and muhaddithin whereas the second phase deals with woman as imam of men. Here Hadith of Um-e-Warqa (رضی اللہ عنہا) has been looked upon in the background of its truthfulness with the viewpoint of various muhaddithin covering general objectives of Islam relating to women in a critical way. As a result of this study, it is concluded that women's imamat is allowed only for women not for men.

مسئلہ امامتِ نماز اسلام کے ممتاز اور منفرد مسائل واحکام میں سے ایک ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قیادت وراہنمائی کا فریضہ جس نزاکت کے ساتھ شریعتِ اسلامیہ نے سرانجام دیا، دنیا اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے، امتِ مسلمہ میں ہمیشہ یہ تعامل رہا کہ حقِ امامت مرد کو بخشا گیا، کہیں ایسا نہ ہوا کہ کسی عورت کو مسجد میں امام بنایا گیا ہو، نہ مستقل طور پر نہ ہی عارضی یا ہنگامی طور پر، علماء وفقہاء نے مسئلۂ امامت میں عورت کی امامت پر بھی بحث کی ہے، ان بحثوں میں حدیثِ ام ورقہؓ خاص اہمیت کی حامل رہی ہے، عورت کی امامت کی بنیادی دلیل یہی حدیث ہے۔لہذا اسی حدیث کو بنیاد بنا کر عورت کی امامت کی شرعی حیثیت کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے۔

((عن أم ورقة بنت عبدالله بن الحارث' وكان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يزورها في بيتها وجعل لها مؤذنا يؤذن لها وأمرها أن تؤم اهل دارها' قال عبدالرحمن : فانا رأيت مؤذنها شيخاً كبراً)) . (۱)

''ام ورقہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُن سے ملنے اُن کے گھر تشریف لاتے اور آپ ﷺ اُن کے لئے ایک مؤذن مقرر فرمایا جو ان کے لئے اذان دیتا اور آپ ﷺ نے انہیں حکم دیا

* لیکچرر، شعبۂ علوم اسلامیہ، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور

** لیکچرر، گورنمنٹ کالج، جڑانوالہ

تھا کہ اپنے اہل دار کو نماز پڑھائیں۔

یہ حدیث عورتوں کی امامت کی مشروعیت ثابت کرتی ہے اور اس کے الفاظ ((أن تؤم اهل دارها)) کہ وہ اپنے اہل دار کی امامت کرواتیں' مطلق ہیں 'دار' عربی زبان کا ایسا لفظ ہے جو معنوی جامعیت کا حامل ہے۔ اس کے مختلف معانی گھر' (۲) مکان' رہنے کی جگہ (۳) قبیلہ (۴) محلّہ (۵) وغیرہ ہیں۔ یہ لفظ ایسی جگہ پر بولا جاتا ہے جو ارد گرد سے گھری ہوئی ہو (۶) خواہ پہاڑوں سے' یا چار دیواری سے' یا کسی اور چیز سے' (۷) جیسے ایک ہی قبیلہ کے چند چھوٹے گھر ایک وسیع بیرونی چار دیواری میں ہوں' یا جو چند کمرے ایک گھر کی چار دیواری میں ہوں انہیں بھی دار کہا جاتا ہے جیسے آج کل ہر گھر میں ایک سے زائد رہائشی کمرے ہوتے ہیں تو ان گھروں کو دار کہا جا سکتا ہے۔ اس طرح قبیلہ اور محلّہ پر اس کا اطلاق مجازی بنتا ہے' حقیقی نہیں۔ لہٰذا یہاں 'اہل دار' کا معنیٰ 'اہل خانہ' بھی ہو سکتا ہے اور ایک ہی بیرونی چار دیواری میں بند کئی گھروں والے اہل محلّہ بھی۔

'اہل دار' کے الفاظ مطلق ہیں جو کسی جنس کا تعین نہیں کرتے' اس وجہ سے حضرت امّ ورقہؓ کے مقتدیوں کے بارے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

(ا) بعض کے نزدیک حضرت ام ورقہؓ کے اہل دار میں اُن کا مؤذن' غلام اور ایک لونڈی شامل تھے چونکہ وہ ان سب سے زیادہ عالم اور حافظ قرآن تھیں اس لئے انہیں رسول اللہ ﷺ نے ان تینوں کا امام مقرر کر دیا تھا۔ ان میں سے بعض نے اسے استثناء قرار دیا اور عورت کا مردوں کی امام بننا جائز قرار نہیں دیا۔ دورِ جدید میں سے بعض افراد نے اسے مردوں کی امامت میں عورت کے استحقاق پر دلیل بنایا ہے۔

(ب) اکثر کے نزدیک یہاں 'اہل دارھا' سے مراد ان کے گھر یا محلّے کی خواتین شامل ہیں اور انہی خواتین کا ہی انہیں امام مقرر کیا گیا تھا گویا اس حدیث سے عورت کی امامت کی دو صورتیں مستنبط کی گئی ہیں۔

(ا) عورت کا مردوں کی امام بننا۔ (ب) عورت کا عورتوں کی امام بننا۔

جزء (ب) میں فقہاء امت کا بہت کم اختلاف ہے اس لئے پہلے اسی جزء کا تحقیقی مطالعہ پیش کیا جائے گا' ان شاء اللہ......

عورت کا عورتوں کی امام بننا

جمہور اہل علم عورت کی دیگر خواتین کے لیے امامت کے قائل ہیں' ان کے پیش نظر حدیث حضرت ام ورقہ کے علاوہ حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کے آثار ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) ((عن ريطة الحنفية قالت أمتنا عائشةؓ فقامت بينهن فی الصلواة المكتوبة))(۸)

''ریطہ حنفیہ روایت کرتی ہیں کہ حضرت عائشہؓ نے ہماری امامت کروائی وہ فرض نماز میں خواتین کے درمیان کھڑی ہوئیں''۔

(۲) ((عن عطاء عن عائشة أنها كانت تؤم النسآء تقوم معهن فی الصف)) (۹)

''حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ خواتین کی امامت کروایا کرتی تھیں اور وہ ان کے ساتھ صف میں ہی کھڑی ہوتی تھیں''۔

(۳) ((أنها آمت النساء في صلوة المغرب فقامت وسطهن وجهرت بالقراءة)) (۱۰)

''حضرت سیدہ عائشہؓ نے مغرب کی نماز میں عورتوں کی امامت کروائی' پس عورتوں کے درمیان کھڑی ہوئیں اور بلند آواز سے قرأت فرمائی''۔

(۴) اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے عورتوں کو نمازِ عصر پڑھائی۱۱

(۵) ((عن أم سلمة أنها أمتهن فقامت وسطا)) (۱۲)

''حضرت اُمّ سلمہ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے ان عورتوں کی امامت کرائی اور آپؓ درمیان میں کھڑی ہوئیں''۔

(۶) ((عن أمّ الحسن أنها رات أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وآله وسلم تؤم النساء فتقوم معهن فی صفهن))(۱۳)

''ام حسن سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اہلیہ محترمہ حضرت اُمّ سلمہ کو دیکھا کہ وہ عورتوں کی امامت کرارہی تھیں اوران کے ساتھ ہی صف میں کھڑی تھیں''۔

(۷) حجیرہ سے مروی ہے کہ ''حضرت ام سلمہ نے ہمیں عصر کی نماز پڑھائی اور ہمارے درمیان کھڑی ہوئیں۔(۱۴)

علاوہ ازیں ابن عباس اور ابن عمر بھی عورتوں کے لئے عورت کی امامت کے قائل ہیں۔

(۸) ((عن ابن عباس قال : تؤم المرأة النساء تقوم في وسطهن)) (۱۵)

''ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عورت عورتوں کی امامت کرواسکتی ہے لیکن وہ عورتوں کے درمیان کھڑی ہوگی''

(۹) ((عن ابن عمر أنه كان يامر جارية له أن تؤم النساء في ليالي رمضان))(۱۶)

''ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ اپنی ایک لونڈی کو حکم دیا کرتے کہ وہ رمضان میں عورتوں کی امامت کرائے''۔

انہی آثار کی بنیاد پر جمہور اہل علم نے عورتوں کیلئے عورت کی امامت کو درست تسلیم کیا ہے۔ امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''عورت عورتوں کو رمضان کی نماز پڑھائے تو وہ ان کے ساتھ صف میں کھڑی ہو جائے۔(۱۷) ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ فرض اور نفل نماز دونوں میں عورت کی امامت عورتوں کیلئے درست کہا ہے۔(۱۸) معمر بن راشد نے کہا:

(تؤم المرأة النساء فی رمضان وتقوم معهن فی الصف) (۱۹)

''عورت عورتوں کو رمضان میں نماز پڑھائے اور وہ اُنکے ساتھ صف میں کھڑی ہو''۔

ان سب آثار سے درج ذیل نکات معلوم ہوتے ہیں۔

(۱) خاتون، خواتین کی امامت کرواسکتی ہے۔ (۲) رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی امامت کیلئے عورت کو اجازت دی ہے۔

(۳) عورت امامت کرواتے ہوئے عورتوں کی صف کے درمیان کھڑی ہوگی، آگے نہیں کھڑی ہوسکتی۔ (۴) عورت جہری نمازوں کی امامت بھی کرواسکتی ہے۔ (۵) جہری نمازوں میں عورت جہری قرأت کرے گی۔ (۶) عورت فرضی اور نفلی دونوں نمازوں کی امامت عورتوں کو کرواسکتی ہے۔ (۷) اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی جگہ یا کسی نیک مقصد کیلئے عورتیں اکٹھی ہو جائیں تو کوئی ایک عورت راہنمائی (Lead) کرسکتی ہے۔ (۸) اہل علم عورت کیلئے عورتوں کی قیادت کے جواز کے قائل ہیں۔ (۹) عورت اپنی قیادت کے دوران اپنی شخصیت کو مقتدی خواتین سے اس طرح ممتاز نہیں کرے گی کہ وہ اُن سے الگ نظر آئے۔

ائمہ اربعہ اور دیگر فقہا کا مذہب

ابن قدامہ لکھتے ہیں: ''اس بارے میں اختلاف ہے کہ آیا عورت کا عورتوں کو باجماعت نماز پڑھانا

مستحب ہے یا نہیں، ایک قول یہ ہے کہ مستحب ہے، یہ قول حضرت عائشہؓ حضرت ام سلمہؓ عطاء سفیان ثوری، اوزاعی، امام شافعی، اسحق اور ابوثور رحمہم اللہ تعالیٰ سے مروی ہے، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ یہ غیر مستحب ہے اور اہل الرائے کے نزدیک یہ مکروہ ہے، لیکن نماز ہو جائے گی، امام شعبی، نخعی اور قتادہ کہتے ہیں کہ نفلی نماز میں جائز ہے فرض نماز میں جائز نہیں''۔(۲۰) حبر امت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بھی عورت کی امامت کے قائل ہیں۔(۲۱)

امام ابو حنیفہ نے عورتوں کے لئے عورت کی امامت کے با کراہت جواز کے موقف کو اختیار کیا ہے،(۲۲) احناف کے ہاں شاید اسی لئے خواتین کی جماعت میں عورت کی امامت کا رواج نہیں ہے لیکن بعض حنفی اہل علم نے حنفیہ کے اس بالکراہت جواز پر نظر ثانی کی ہے اور اسے بلا کراہت جائز قرار دیا ہے، خلیل احمد سہارنپوری نے ابن ہمام حنفی کے فتویٰ کا حوالہ دیا ہے کہ عورت کی امامت بلا کراہت جائز ہے۔(۲۳) عہد حاضر میں مشہور حنفی فقیہہ ڈاکٹر وھبہ زحیلی نے بھی یہی رائے اختیار کی ہے۔(۲۴) اسی طرح فقہ حنفی کے بریلوی مکتب فکر کے معروف اور وقیع فقہی ماہنامے ''فقہ اسلامی'' میں مفتی محمد رفیق الحسنی کا تفصیلی مضمون بہ تکرار شائع ہو چکا ہے، اس میں فاضل مقالہ نگار نے عورت کی عورتوں کے لئے امامت کے جواز کا موقف اپنانے کی ترغیب دی ہے۔(۲۵)

امام شافعی کے نزدیک بھی عورت کی عورتوں کے لئے امامت جائز ہے، لیکن وہ اسے نوافل کے ساتھ خاص کرتے ہیں، فرائض میں جواز کے قائل نہیں۔(۲۶) امام احمد بن حنبل عورتوں کی امامت کے بلا کراہت فرض و نفل دونوں کے لئے جواز کے قائل ہیں۔(۲۷) شمس الحق عظیم آبادی کہتے ہیں: ''یہ تمام احادیث فرضی اور نفلی نماز میں عورت کی امامت کے پسندیدہ ہونے کی دلیل ہیں اور یہی موقف درست ہے اور اسی کو امام شافعی، امام احمد بن حنبل، ابو حنیفہ، امام اوزاعی، امام ثوری اور اہل علم کی ایک جماعت [رحمہم اللہ] نے اختیار کیا ہے''۔(۲۸) البتہ امام مالک اس کے جواز کے قائل نہیں، ان کے نزدیک جماعت مردوں کی ہو یا عورتوں کی ہو، ان کے امام کا مذکر ہونا شرط ہے۔(۲۹) ان کے نزدیک اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت کا عورتوں کی امام ہونے کی روایات اوائل اسلام کی ہیں،(۳۰) اور نبی کریم ﷺ کے وہ فرامین اس کے ناسخ ہیں، جن میں عورتوں کی گھر کی نماز کو مسجد کی نماز سے افضل قرار دیا گیا ہے''۔(۳۱)

بہر حال جمہور کے نزدیک عورتوں کی امامت عورت کرواسکتی ہے۔ عورت اپنی ہم جنسوں کی قیادت بھی کر سکتی ہے اس کی دلیل حضرت اسماء بنت یزید بن السکنؓ کے اُس عمل سے لی جاسکتی ہے، جس میں وہ عورتوں

کی نمائندہ بن کر نبی کریم ﷺ کے پاس مسجد میں خواتین سمیت حاضر ہوئیں اور خواتین کی طرف سے تقریر کی۔تب نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جاؤ' اوران عورتوں کو بتادو'' (۳۲) آپ ﷺ کے اِن الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ خواتین کی نمائندگی کے لئے خاتون کا انتخاب پسند ہی نہیں فرمایا بلکہ اس کی توثیق بھی فرمادی' اسی طرح ازواجِ مطہرات نے حضرت زینبؓ کو اپنی نمائندہ بنا کر نبی کریم ﷺ کے پاس بھیجا' (۳۳) پھر حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ ازواجِ مطہرات کے دو گروپ تھے ایک گروپ کی قیادت حضرت عائشہؓ فرماتیں اور دوسرے گروپ کی قیادت حضرت ام سلمہؓ فرماتیں' (۳۴) اِن روایات سے بھی خواتین کی جماعت کیلئے خاتون کی امامت کا جواز نکلتا ہے۔کتب احادیث کے مؤلفین کے نزدیک بھی خاتون کی خواتین کیلئے امامت جائز ہے۔ انہوں نے اپنے مجموعوں میں حضرت ام ورقہؓ کی حدیث پر ایسے ہی الفاظ سے عنوان باندھا ہے۔امام ابن خزیمہ کے الفاظ ہیں' ''باب امامۃ المرأۃ النساء فی الفریضۃ'' (۳۵) امام ابوبکر بن منذر نیساپوری کے الفاظ ہیں...... ''ذکر امامۃ المرأۃ النساء فی الصلوات المکتوبۃ'' (۳۶) امام دارقطنی تو حدیث ام ورقہ جس طریق سے لائے ہیں اس میں ام ورقہ کو ''عورتوں کی امامت'' کی ہی اجازت دی گئی ہے۔(۳۷) رہی یہ بات کہ کس عورت میں اہلیت امامت ہوگی تو اس کی وہی اہلیت ہوگی جو مرد امام کی ہوگی یعنی دیگر خواتین میں سے زیادہ صاحبہ علم' حفظ وقرأت قرآن میں افضل اور تقوی وعمر کا اعتبار۔

اس تمام بحث سے یہ نتیجہ حاصل ہوا کہ عورت عورتوں کی امامت کرواسکتی ہے لیکن اس کے لئے کچھ شرائط طے ہیں۔

(۱) عورت (امامہ) مقتدی خواتین کی پہلی صف کے درمیان میں کھڑی ہوگی۔ (۲) جہری نمازوں میں عورت کی آواز اتنی بلند نہ ہو کہ وہ شرعی حجاب کے تقاضوں کے خلاف پڑے۔ (۳) امام عورت دیگر مقتدی خواتین سے حفظ قرآن واتقان اور علم وعمل میں افضل ہو۔ (۴) نماز کے فرائض و واجبات یعنی شروط وارا کین اور سنن ومستحبات سے واقفیت رکھتی ہو۔

عورت کا مردوں کی امامت کروانا

بعض افراد نے حدیث ام ورقہؓ سے یہ مراد لیا ہے کہ حضرت ام ورقہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل دار کا امام مقرر کیا تھا لہٰذا وہ مردوں کی بھی امام تھیں' کیونکہ (ا) اہل دار میں مرد وعورت سب افراد شامل ہوتے ہیں اس لئے اس حدیث کی رو سے حضرت ام ورقہؓ کی اقتداء میں اہل دار میں سے مرد بھی اُنؓ کے پیچھے نماز پڑھتے ہوں گے۔(ب) ان کا مؤذن چونکہ آذان دیتا تھا لہٰذا احتمال ہے کہ وہ بھی

آ ذان کے بعد انہی کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہوگا۔(ج) تاریخ و حدیث میں اُنؓ کے ایک غلام کا تذکرہ بھی ملتا ہے لہٰذا احتمال ہے کہ وہ غلام بھی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہوگا۔(۳۸) ان احتمالات کی بنیاد پر یہ سمجھا گیا کہ حضرت ام ورقہؓ مرد و خواتین سب کی امام تھیں۔

ان احتمالات کی بنیاد پر جن اصحاب نے حضرت ام ورقہؓ کو مردوں کی امام تسلیم کیا ہے ان میں سے بھی اکثر کا مؤقف یہ ہے کہ یہ ایک استثنائی حکم تھا' جبکہ عہد جدید کے بعض افراد نے اس سے یہ دلیل لی ہے کہ عورت مردوں کی امامت کرواسکتی ہے۔(۳۹)

قبل اس سے کہ حدیث ام ورقہؓ کی استنادی حیثیت اور اس کا پس منظر معلوم کیا جائے' یہ تجزیاتی مطالعہ کیا جانا ضروری ہے کہ ایک عورت کے لئے اسلامی احکام کیا ہیں؟ جو گھر سے باہر نکلنے اور مردوں کے ساتھ ملنے جلنے اور اُن کی مجلس میں شریک ہونے کے مواقع پر دیئے ہیں۔

(ا) اسلام نے عورت کو حوائج شرعیہ وضروریہ کے لئے نکلنے کی اجازت دی ہے۔(۴۰) بعض اوقات یہ نکلنا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً

☆ رسول اللہ ﷺ کے دور میں خواتین بیعت کیلئے نکلیں اور یہ نکلنا ضروری تھا۔(۴۱)

☆ جہاد کے لئے بھی خواتین نکلتی رہیں' کبھی یہ مستحب تھا' اور کبھی مباح۔(۴۲) ☆ مسجد میں نماز کی ادائیگی کے لئے بھی خواتین گھر سے نکلیں۔(۴۳) ☆ مسجد میں منعقدہ اجتماعات میں بھی خواتین شریک ہونے کے لئے گھر سے نکلتی رہیں۔(۴۴) ☆ عیدین کیلئے رسول اللہ ﷺ نے بالجزم گھر سے نکلنے کا حکم دیا۔(۴۵) ☆ خواتین ذاتی ضروریات چارہ لانے (۴۶) 'والدین (۴۷)' بہن بھائی (۴۸) اور دوست خواتین (۴۹) کو ملنے بھی جاتی رہیں' اسی طرح عیادت کرنے کے لئے بھی گھر سے نکلتی تھیں۔(۵۰)

(ب) اس طرح کی کئی قسم کی حوائج شرعیہ وضروریہ کے لئے خواتین کے گھر سے نکلنے کے لئے انہیں کچھ آداب بتائے ہیں۔

(۱) شوہر سے اجازت کے ساتھ (۵۱) (۲) زیب و زینت اور خوشبو کے بغیر۔(۵۲) (۳) ستر وحجاب کی پوری حدود وقیود کے ساتھ۔(۵۳) (۴) مردوں کے درمیان سے نہ گزرے بلکہ ایک طرف ہوکر۔(۵۴) (۵) اگر سفر دور کا ہے اور طویل دورانیہ کا ہے تو محرم کے ساتھ۔(۵۵)

(ج) خواتین کا مردوں کے ساتھ اختلاط اسلام میں ممنوع ہے۔(۵۶) سوائے کسی شرعی عذر

کے۔

☆ دفاعی ضروریات ☆ وعظ وتذکیر کی ضروریات کہ روحانی تربیت نہایت ضروری ہے۔

☆ذاتی ضروریات' جیسے پانی لانا' چارہ لانا' خواہ یہ خرید کر لانا ہوں یا ویسے ہی' اگر بغیر خریداری کے ان ضروریات کو پورا کرنے کے لئے نکلنا اور مردوں کے ساتھ گفتگو کرنا جائز ہے تو عوضانے کے تحت بھی اس کا جواز نکلتا ہے۔ ☆ کسی ذمہ داری کی ادائیگی کے لئے۔ ☆ علاج وغیرہ کیلئے خواہ کسی کا علاج کرنا ہو یا اپنا علاج کروانا ہو۔ ☆ کسی عبادت میں شریک ہونے کے لئے۔ ☆ تحصیل علم کے لئے، وغیرہ وغیرہ

اس اختلاط کی دو شکلیں ہیں ایک یہ کہ ایک مرد کسی ایک عورت کے پاس ہو اور تیسرا کوئی نہ ہو۔ دوسری یہ کہ مرد وعورت دونوں ایک سے زائد تعداد میں ہوں۔ پہلی شکل قطعاً جائز نہیں (۵۷) البتہ اوپر جتنے شرعی عذر بیان ہوئے ہیں یہ سب دوسری شکل میں جائز ہیں' لیکن اس کے لئے بھی حدود وقیود ہیں۔ (۵۸)

(i) مرد وعورت باہم بات کریں تو عورت کی آواز ولہجہ میں خوبصورتی' نرمی اور رغبت کا انداز غالب نہ ہو۔ (۵۹) (ii) عورت مکمل شرعی ستر وحجاب میں ہو۔ (iii) مردوں کا گروہ' عورتوں کے گروہ سے الگ ہو' مرد وعورت کی کھچڑی نہ پکی ہو۔ (٦٠) بلکہ اگر بچے بھی موجود ہوں تو مردوں اور عورتوں کے گروہوں کو الگ الگ کرنے کے لئے درمیان میں بچوں کا گروہ ہونا چاہئے۔ (٦١) (iv) ضرورت مکمل ہونے کے بعد خواتین کو فوری طور پر اس جگہ سے چلے جانا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ نے خواتین کو حکم دیا تھا کہ وہ نماز مکمل کر کے فوری طور پر چلی جایا کریں۔ (٦٢)

ان حدود وشرائط سے معلوم ہوا کہ عورت مردوں کی مجالس میں......

(i) آواز کو خوبصورت نہیں بنائے گی۔ (ii) لہجہ کو نرم اور رغبت والا نہیں بنائے گی۔

(iii) مردوں سے ہٹ کر بیٹھے گی' بلکہ ان سے پیچھے بیٹھے گی۔ (iv) مکمل ستر وحجاب میں ہوگی۔

اب یہ دیکھنا ہوگا کہ ایک امام کو نماز کے لئے کیا کچھ کرنا پڑتا ہے یا کیا کچھ کرنا پڑ سکتا ہے۔

(i) گھر سے وقت کی پابندی کے ساتھ نکلنا ہوگا۔ (ii) ایک سے زائد مقتدی ہونے کی صورت میں امام کے کھڑے ہونے کی جگہ سب سے آگے ہوگی اور کوئی دوسرا شخص اس کے برابر کھڑا نہیں ہو سکتا۔ (iii) اکثر وبیشتر افراد نماز کی تکمیل کے بعد امام سے اپنے پیش آمدہ مسائل کا حل دریافت کرتے ہیں جس کی بناء پر امام کو کافی وقت نماز کے بعد بھی مسجد میں رکنا پڑتا ہے تا آنکہ زیادہ تر نمازی چلے جاتے ہیں صرف مسائل کا

حل دریافت کرنے والے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ (iv) نماز میں قرأت قرآن لازم ہے اس لئے ہر مسجد کی انتظامیہ مقتدیوں کے مطالبہ پر خوش الحان قاری القرآن کا انتخاب کرتی ہے رسول اللہ ﷺ نے بھی قرآن خوش الحانی سے پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ تاکہ عام لوگوں کی قرآن کی طرف رغبت میں اضافہ ہو سکے۔ (v) چونکہ مردوں پر ہی نماز باجماعت فرض ہے، عورتوں پر نہیں، اسی بناء پر دنیا بھر کی مساجد میں مردوں ہی کی کثرت ہوتی ہے بلکہ بعض علاقوں میں تو عام نمازوں میں خواتین سرے سے ہوتی ہی نہیں، اس لئے امام کو مرد مقتدیوں کے ساتھ گھل مل جانا ہوتا ہے تاکہ لوگ امام کو اپنے قریب سمجھیں اور اسی سبب سے دعوت و تبلیغ کی راہ میں آسانی پیدا ہو سکے۔ (vi) امام کے لئے خوشبو وغیرہ کا اہتمام پسندیدہ ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ بھی اس کا اہتمام فرماتے تھے۔

اس مقام پر اُن آداب سے بحث کرنا بھی بہت ضروری ہے جو ایک عورت کو باجماعت نماز میں شرکت پر ملحوظ خاطر رکھنا ہوں گے۔ ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے بغیر نماز نہیں ہوتی اور کچھ وہ ہیں جو اگرچہ نماز کو فاسد نہیں کریں گے لیکن رسول اللہ ﷺ کی صریح نافرمانی ہوگی۔ بلکہ اس صورت میں نفل کی ادائیگی کے لئے فرض کا ترک کرنا لازم آئے گا کیونکہ باجماعت نماز خواتین کے لئے نفل ہے، فرض نہیں۔ وہ آداب یہ ہیں......

(i) عورت کی صف...... (ا) مردوں کی تمام صفوں کے بعد ہوگی۔ (۶۳) (ب) اور اگر بچوں کی صف بھی ہو تو مردوں اور عورتوں کے درمیان میں ہوگی تاکہ اختلاط کم سے کم ہو۔ (۶۴) (ج) حتیٰ کہ اگر مرد مقتدی، عورت مقتدی کے محرم بھی ہوں تو بھی عورت کی صف ان کے بعد ہوگی۔ (۶۵) اس سلسلے میں صحیحین کی یہ حدیث حجت ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ ان کے گھر میں حضرت انس، ایک یتیم اور ان کی والدہ کو دو رکعات نماز پڑھائی جس میں امام رسول اللہ ﷺ کے پیچھے مردوں کی صف میں انس اور یتیم تھے اور ان کے بعد ان کی والدہ/ دادی کی اکیلی کی صف بنی۔ (۶۶) یہ تو محرم تھے، رہے غیر محرم...... ان کے ساتھ کھڑے ہونا تو ویسے ہی جائز نہیں...... کجا وہ ہیئت جو باجماعت نماز میں ہوتی ہے، کندھے سے کندھے اور ٹخنے سے ٹخنہ تک (فقہی اختلاف کے ساتھ) کا ملا ہونا۔

(ii) مردوں سے اختلاط سے بچنے کے ہر ممکن کوشش، نماز کے لئے مسجد میں آنے جانے کے لئے چار مواقع پر عورت و مرد کا اختلاط ممکن ہے آپ ﷺ نے چاروں مواقع پر اختلاط کو ہر ممکن کم کرنے کی

کوشش کی۔

(ا) راستے میں عورت مردوں کے درمیان میں نہ چلے بلکہ ایک طرف ہو کر چلے۔(٦٧)

(ب) عورتوں کے لئے مسجد میں داخلے کا دروازہ مردوں کے دروازہ سے الگ ہو۔(٦٨) (ج) عورتوں کیلئے اُنکی آخری صف اور مردوں کیلئے انکی پہلی صف افضل قرار دی گئی۔(٦٩) تا کہ باہم قریب تر نہ ہوں، (د) بعد نماز عورت کو گھر جانے کیلئے وقت مہیا کرنا اور کچھ دیر بعد مردوں کو اپنی جگہوں سے اُٹھنے کی اجازت دینا۔(٧٠)

ان چار تدابیر سے اختلاطِ مرد وزن کو ہر ممکن حد تک کم کرنے کی مکمل سعی فرمائی گئی جس سے اندازہ ہوتا ہے مرد وزن کا اختلاط اسلام میں کس حد تک ناپسندیدہ ہے۔

(iii) نماز میں اگر امام غلطی کرے تو مرد مقتدی 'سبحان اللہ' کہے گا جبکہ عورت مقتدی تصفیق (ایک ہاتھ کی پشت پر دوسرا ہاتھ تالی بجانے کی طرح مارنا) کرے گی' تا کہ مردوں کی مجلس میں بحالت نماز عورت کی آواز سنائی نہ دے۔(٧١)

ان آداب میں سے عورتوں کی صف اگر مردوں کی صف کے آگے ہوگی یا ان مردوں کے درمیان عورت ہوگی تو نماز نہ ہوگی، اسی طرح دیگر آداب کا خیال نہ رکھنا فرض کو ترک کر کے نفل کا اہتمام ہوگا، جو کہ شرعاً ناپسندیدہ ہے،

اب امام کی شرائط و آداب اور عورت کی جماعت میں شرکت اور عمومی آداب کا ایک تقابلی چارٹ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

(۱) امام سب سے آگے تنہا کھڑا ہوگا' مردوں کی تمام صفیں اور بچوں اور عورتوں کی صفیں بھی امام کے پیچھے ہوں گی۔	(۱) عورت کی صف مردوں کی تمام صفوں کے بعد ہوگی' اور اگر بچے بھی شریک ہوں تو بچوں کی صف بھی عورتوں کی صف سے آگے یعنی پہلے ہوگی۔
(۲) امام بحالت سجدہ عورت کیلئے طے شدہ شرعی حجاب کا پابند نہ رہ سکے گا مثلاً ممکن ہے صحن مسجد میں یا ہال میں بحالت سجدہ ہوا کی وجہ سے اس کی قمیص اُڑ کر اوپر اُٹھ جائے۔	(۲) عورت کیلئے ہر حالت کی طرح نماز میں بھی اپنے شرعی حجاب کی بناء پر اُسے پچھلی صف میں کھڑا کیا گیا۔
(۳) امام آواز بلند قرأت کرے گا۔	(۳) عورت مقتدی ہونے کی صورت میں امام کی غلطی پر بھی اس کی بزبان، اصلاح نہیں کروائے گی بلکہ تصفیق کرے گی۔
(۴) امام قرأت قرآن خوبصورت' نرم اور رغبت پیدا کرنے والی آواز میں کرے گا۔	(۴) عورت کے لئے غیر محرم مرد سے خوبصورت' نرم اور رغبت پیدا کرنے والی آواز میں بات کرنا جائز نہیں۔
(۵) امام کو لوگوں کے مسائل سننے کیلئے کچھ دیر مسجد میں رکنا پڑ سکتا ہے۔	(۵) عورت کیلئے حکم ہے کہ وہ نماز پڑھ کر فوراً چلی جائے تاکہ مردوں عورتوں کا باہم اختلاط کم ہو سکے۔
(۶) امام مقتدیوں کے ساتھ گھل مل کر رہے گا اور انکے قریب ہوگا۔	(۶) عورت کو غیر محرم کے ساتھ گھلنے ملنے اور قریب ہونے کی اجازت نہیں۔
(۷) امام کا مردوں سے اختلاط پسندیدہ ہے۔	(۷) عورت کا مردوں سے اختلاط ہر ممکن حد تک ختم یا کم کرنے کی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے۔
(۸) امام کیلئے باوقار لباس' خوشبو وغیرہ کا اہتمام پسندیدہ ہے۔	(۸) عورت کیلئے خوشبو وغیرہ کا اہتمام کر کے گھر سے نکلنا ہی سخت ممنوع ہے۔

مذکورہ بالا تقابلی چارٹ میں آٹھ نکات کا تقابل کیا گیا ہے اور ان آٹھوں میں باہم اختلاف ہے' بلکہ باہم متضاد ہیں بناء بریں عورت کا امام بننا درست نہیں اگرچہ حدیث ام ورقہ صحیح الاسناد اور متفق علیہ ہی کیوں نہ ہو۔

حدیث ام ورقہ کی استنادی حیثیت:

حدیث ام ورقہؓ بلاشبہ ایک اہم حدیث ہے جس کے اہل امت کے ہاں بہت سے اثرات مرتب ہوئے، لیکن اس حدیث کی استنادی حیثیت کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے تاکہ اس کی استنباطی حیثیت بھی ترتیب دی جاسکے۔

یہ حدیث چھ (۶) طرق سے مروی ہے ہر سند میں مرکزی راوی الولید بن جمیع ہیں جو اپنی دادی لیلیٰ بنت مالک سے روایت کرتا ہے اور اس کی متابعت عبدالرحمٰن بن الخلاد الانصاری نے کی ہے۔ ان تینوں پر بہت جرح کی گئی ہے جس کی بناء پر بعض اہل علم ونقد نے اس حدیث پر ''ضعیف'' کا حکم لگایا ہے اور بعض نے اسے ''حسن لذاتہ'' قرار دیا ہے لہٰذا ان صفحات پر تمام طرق اور رواۃ پر مکمل جرح پیش کی جاتی ہے تاکہ تجزیہ کرنے میں آسانی رہے۔ حدیث ام ورقہ درج ذیل طرق سے مروی ہے۔

(۱) ((حدثنا عثمان بن أبي شيبة ' حدثنا وكيع بن الجراح حدثنا الوليد بن عبدالله بن جميع حدثتني وعبدالرحمن بن خلاد الأنصاري عن أم ورقة بنت نوفل......)) (۷۲)

(۲) ((أخبرنا أبوعبدالله محمد بن عبدالصفار حدثنا أحمد بن يونس الضبي حدثنا عبدالله بن دائود الخريبي' حدثنا الوليد بن جميع عن ليلىٰ بنت مالك و عبدالرحمن بن خالد الأنصاري عن أم ورقة الأنصارية : أن رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم ......)) (۷۳)

اس روایت کوذکر کرنے کے بعد امام حاکم نے لکھا ہے کہ (وهذه سنة غريبة لااعرف في الباب حديثامسنداًغيرهذا وقدرويناعن عائشة انهاكانت تؤذن وتقيم وتؤمالنساء) (۷۴) ''یہ غیر مانوس سنت ہے، میں اس باب میں اس کے علاوہ کسی مسند حدیث کو نہیں جانتا اور حضرت عائشہؓ کے بارے میں ہم نے روایت کیا ہے کہ وہ اذان اور اقامت کہتی اور عورتوں کو امامت کرواتی تھیں''۔

(۳) ((عن الوليد بن عبدالله بن جميع قال حدثني عبدالرحمن بن خلاد الأنصاري وجدتي عن أم ورقة)). (۷۵)

(۴) ((قال حدثنا أبو نعيم حدثنا الوليد حدثتني جدتي عن أم ورقة)) (۷۶)

(۵) ((حدثنا أبو أحمد الزبيري حدثنا الوليد بن جميع حدثتني جدتي عن أم ورقة)) (۷۷)

(۶) ((عن الوليد بن جميع قال حدثتني جدتي وعبدالرحمن بن خلاد الأنصاری عن أم ورقة بنت عبدالله)) (۷۸)

اب ان رواۃ پر جرح نقل کی جاتی ہے۔

الولید بن عبداللہ بن جمیع کے متعلق امام احمد اور ابوداؤد کہتے ہیں: لابأس بہ ابن معین اور امام عجلی نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے اور امام زرعہ نے کہا: لابأس بہ ابو حاتم نے اسے صالح الحدیث کہا ہے۔(۷۹) جبکہ عمرو بن علی کا بیان ہے کہ ''یحییٰ بن سعید القطان ہمیں اس سے حدیث بیان نہیں کرتے تھے''۔ابن حجرؒ تہذیب التہذیب میں مذکورہ تمام اقوال کو ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں: ''ابن حبان نے اسے ضعفا میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ابن جمیع ثقات سے بعض ایسی چیزیں بیان کرنے میں منفرد ہے جو ثقات کی بات سے موافق نہیں ہوتیں اور اس سے بکثرت یہ امر سرزد ہوا ہے' لہٰذا اس کی حدیث سے استدلال کرنا باطل ہے''۔امام عقیلی نے کہا: ''اس کی حدیث میں اضطراب ہے''۔امام بزار نے اس کے متعلق کہا ہے کہ ''علماء نے اس سے حدیث لی ہے' البتہ اس میں شیعیت پائی جاتی ہے''۔امام حاکم نے کہا: ''اگر امام مسلم ان سے روایت نہ لیتے تو زیادہ بہتر ہوتا''۔(۸۰) ابن حجر نے التقریب میں اس اختلاف کا خلاصہ ان الفاظ میں ذکر کیا ہے۔(صدوق يهم رمي بالتشيع)(۸۱) ''یہ صدوق وہمی ہے' البتہ اس پر شیعیت کا الزام ہے''۔یہ توثیق کا پانچواں درجہ ہے(۸۲) اور ابن صلاح نے اس کے حکم کے بارے میں اپنی کتاب علوم الحدیث ص ۱۰۰ میں ابن ابی حاتم کے حوالہ سے لکھا ہے کہ(اذا قيل إنه صدوق أو محله الصدق أو لا بأس به فهو ممن يكتب حديثه وينظر فيه)''جب کسی کے بارے میں یہ کہا جائے کہ وہ 'صدوق' ہے یا 'صدق کے' قائم مقام' ہے یا اس کے بارے میں 'لابأس بہ' کہا جائے تو ایسے راوی کی حدیث لکھی جائے گی' البتہ اس کے بارے میں تحقیق کی جائے گی۔''جبکہ یہاں ساتھ وہم کا اضافہ بھی ہے جو مزید کمزوری کی طرف اشارہ ہے۔ابن صلاح ان کے قول کی تائید کرتے ہیں: ''ابن ابی حاتم کی بات بجا ہے کیونکہ ایسی عبارت راوی میں ضبط کی شرط کے وجود پر دلالت نہیں کرتی لہٰذا اس کی حدیث میں غور کیا جائے گا اور اس کا جائزہ لیا جائے گا تاوقتیکہ اس کے ضبط کا علم ہو جائے''۔اسی مفہوم کو ڈاکٹر محمود طحان نے اپنی شہرہ آفاق کتاب میں اسی کی تائید کی ہے(۸۳)

چنانچہ کئی علماء نے اس کو ضعیف کہا ہے۔(۸۴) جبکہ اسے ثقہ وصدوق اور حسن الحدیث بھی کہا گیا ہے۔(۸۵) چونکہ یہ مسلم کا راوی ہے اس لئے اس حدیث کو حسن کہا گیا ہے۔(۸۶) کیونکہ امام مسلم نے اس راوی کو تمام تر جرح کے باوجود قبول کیا ہے ممکن ہے انہوں نے صدوق یھم کی حدیث کو پرکھ کے بعد ہی حسن قبول کیا ہو۔ دوسرے راوی عبدالرحمٰن بن خلاد الانصاری ہیں، جنہوں نے اس حدیث میں عبداللہ بن جمیع کی دادی کی متابعت کی ہے۔ ابن خزیمہ، ابن حبان اور ابن الجارود نے ابن خلاد کو ثقہ اور صحیح الحدیث کہا ہے اور اس لئے بہت سے علماء اس پر جرح کو مردود قرار دیتے ہیں جبکہ ابن قطان نے اس کو مجھول الحال قرار دیا ہے۔☆ علاوہ ازیں ابن حجر التقریب (رقم ۸۹۰۹) میں ولید بن عبداللہ عن جدتہ عن اُم ورقۃ کے ترجمہ میں لکھتے ہیں: ''اس کی جدہ سے مراد لیلیٰ بنت مالک ہے جو غیر معروف ہے''۔(۸۷) جبکہ ابن خزیمہ (۸۸) اور ابن الجارود (۸۹) نے اس کی حدیث کی تصحیح کر دی ہے لہٰذا ان کی حدیث حسن کے درجے سے نہیں گرتی۔ زیادہ تر رجحان اہل علم کا اسے حسن لذاتہ قرار دینے کی طرف ہے۔

ابن حجر تہذیب التھذیب میں اس حدیث کی راویہ ام ورقہؓ جنہیں رسول اللہ ﷺ نے امامت کی اجازت دی تھی، کے ترجمہ میں کہتے ہیں:

''اس حدیث کو الولید بن عبداللہ بن جمیع نے اپنی دادی سے روایت کیا ہے اور بعض نے دادی کی جگہ پر ان کی ماں کا ذکر کیا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ ولید عن جدتہ لیلیٰ بنت مالک عن اُبیھا عن اُم ورقۃ۔ (گویا یہاں لیلیٰ بنت مالک اور اُم ورقہ کے درمیان لیلیٰ کے باپ کا واسطہ بھی ہے) اور یہ بھی کہا گیا کہ ولید نے اپنے دادا سے اُنہوں نے اُم ورقہ سے روایت کیا، گویا یہاں دادی کی بجائے دادا ہے اور ان کے درمیان اور کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اور بعض نے یہ سند اس طرح ذکر کی ہے کہ: ولید عن عبدالرحمن بن خلاد عن أم ورقة اور بعض کے نزدیک سند یوں ہے: عن عبدالرحمن بن خلاد عن أبيه عن أم ورقة قالت : استاذنت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم (یعنی اس میں سند کے اختلاف کے ساتھ یہ ذکر ہے کہ ام ورقہؓ نے خود رسول اللہ ﷺ سے امامت کی اجازت لی تھی)(۹۰)

اس تمام بحث سے یہ ثابت ہوا کہ اگرچہ یہ حدیث بہت سے علماء کے نزدیک حسن درجے کی ہے تب بھی علماء کے اتنے شدید اختلاف کی بناء پر اس قابل نہیں کہ اسلام کے عورت کے بارے میں تمام احکام اور اور جماعت اور امامت کے تمام آداب کے خلاف اسے پسندیدہ جانا جائے، اس کی زیادہ سے زیادہ حیثیت

اسلامی آداب وشرائط سے مطابقت رکھنے والے احکام کے ماخذ کے طور پر لینے کی ہے۔اس سے ایسا حکم قطعاً نہیں لیا جاسکتا جو اسلامی آداب وشرائط کا نسخ کردے۔پھر کسی بھی حدیث کا مفہوم اس کے مکمل پس منظر کے ساتھ ہی سمجھا جاسکتا ہے اور اس دور کے حالات بھی اس فہم میں بے حد مددگار ہوتے ہیں اس کے لئے دو باتیں نہایت اہم ہیں۔

(الف) متعدد طرق سے مروی متون ایک دوسرے کی شرح اور مفہوم کے تعین میں معاون ہوتے ہیں اس کے لئے حدیث کی تمام اسناد اور متون کو جمع کر کے مفہوم سمجھا جائے۔اس کی بہت سی مثالیں کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں۔جیسے علامات نفاق کی احادیث ہیں،کبھی اس کی وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ جس طریق سے یہی روایت تفصیلاً آئی ہے وہ صاحب کتاب کی شرط پر نہیں ہوتا لیکن وہ اس موضوع کو درست سمجھتا ہے اس کی بھی صحیح بخاری میں بہت سی امثلہ ہیں۔دراصل اس کے باہم فرق والے کلمات کو ایک دوسرے کی شرح کے طور پر دیکھنا ہوتا ہے۔اور ان سب متون کو مدنظر رکھ کر ہی حدیث کا مفہوم اخذ کرنا محدثین اور فقہاء کا اسلوب ہے۔اس سلسلہ میں (الحدیث یفسر بعضہ بعضا) کا اصول پیش کیا جاتا ہے۔

(ب) سلف صالحین اور آئمہ ومحدثین وفقہاء نے حدیث کا کیا مفہوم لیا ہے؟ اس سے واقفیت نہایت ضروری ہے۔آئمہ حدیث نے اس حدیث سے مراد 'خواتین کی خاتون امام' لیا ہے اس لئے محدثین نے حدیث ام ورقہؓ پر عورتوں کی عورتوں کیلئے امامت کا عنوان ہی مقرر کیا ہے۔مثلاً

☆ ابن خزیمہ نے ''امامة المرأة النساء فی الفریضه'' (۹۱) ☆ امام حاکم نے ''إمامة المرأة النساء فی الفرائض'' (۹۲)

☆ امام محمد بن نصر المروزی نے ''باب المرأة تؤم النساء فی قیام رمضان'' (۹۳) کے الفاظ سے باب باندھے ہیں۔

☆ ان میں سے دارقطنی کی روایت میں ہے ((ان رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم اذن لها أن یؤذن لها ویقام وتؤم نساء ها)) (۹۴) ''بے شک رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے وقت ام ورقہؓ کو اس کی اجازت دی تھی کہ اُن کے لئے اذان اور اقامت کی جائے اور وہ اپنی عورتوں کی امامت کرائیں''۔☆ ابوداؤد کی حدیث میں ((کانت جمعت القرآن)) (۹۵) ''وہ قرآن کی حافظہ تھیں''۔ایک روایت میں آتا ہے ((کانت قد قرأت القرآن)) ''وہ قرآن کی قرأت کیا

کرتی تھیں''۔یعنی قرآن کی قاریہ تھیں۔

ان سب روایات سے درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔

(۱) یہ واقعہ غزوۂ بدر کا ہے اور غزوۂ بدر ۲ھ کا واقعہ ہے جو احکامِ پردہ کے نزول سے پہلے کا عرصہ ہے۔ (۲) ام ورقہؓ قاریہ اور حافظہ تھیں۔ اور اپنے اہل دار سے زیادہ عالمہ تھیں۔ (۳) اس وقت مرد و خواتین عموماً مسجد میں ہی حاضر ہو کر نماز پڑھا کرتے تھے۔(۴) حضرت ام ورقہؓ نے کسی بناء پر خود استدعا کی تھی کہ ان کے لئے مؤذن مقرر کر دیا جائے۔ (۵) ان کا مؤذن بہت بوڑھا آدمی تھا گویا کسی جوان آدمی کو اہل دار کی اذان کیلئے مقرر نہیں کیا گیا۔ گویا نوجوانوں کو خواتین کے قریب کرنا پسندیدہ نہیں۔ (۶) ام ورقہؓ کا ایک غلام تھا اور غلام سے پردہ مشروع نہیں' جبکہ ایک لونڈی بھی تھی۔ (۷) ان کے غلام اور لونڈی نے چونکہ انہیں شہید کیا، سو ان دونوں کا تذکرہ ان کی وفات سے قبل تو ملتا ہے لیکن اِذنِ امامت کے وقت ان کا بالصراحت تذکرہ موجود نہیں' نہ کسی اور مصدر سے اس کی دلیل مل سکی، جبکہ واقعۂ شہادت، اِذنِ امامت سے بیس سال بعد پیش آیا۔ (۸) رسول اللہ ﷺ ام ورقہؓ کے گھر ان سے ملاقات کیلئے تشریف لے جاتے اس طرح وہ ایک ذی علم قاریہ عورت کو عزت بخشتے۔ (۹) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض اوقات حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی ہوتے تھے۔ (۱۰) رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ورقہ کا گھر سے نکلنا پسند نہ فرمایا۔ حالانکہ ۲ھ میں پردہ تک کے احکام نازل نہ ہوئے اور خواتین تمام باہر نکلتی تھیں۔ (۱۱) حضرت ام ورقہ اپنے محلہ یا گھر کی خواتین کی امام مقرر کی گئیں۔ (۱۲) ان کے اہل دار میں کوئی مرد موجود نہ تھا سوائے ایک غلام کے' اسی بناء پر ایک مؤذن الگ سے مقرر کیا گیا۔ (۱۳) مؤذن نماز کہاں پڑھتا تھا؟ اس کی صراحت حدیث سے نہیں ملتی' صرف احتمال ہے اور وہ دونوں صورتوں کا ہے۔

(الف) یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اذان دے کر مسجد نبوی چلے جاتے ہوں کیونکہ (اول) تو مدینہ منورہ اس وقت مختصر تھا، ایک بستی سے دوسری بستی جانا مشکل نہ تھا۔ (دوم) یہ کہ ہر بندۂ مومن نبی کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنا خصوصاً مسجد نبوی میں اپنی سعادت سمجھتا۔ (ب) دوسرا احتمال یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خصوصی اجازت سے حضرت ام ورقہؓ کی اقتداء کرتے ہوں۔ دونوں احتمالات میں پہلے احتمال کو بہرحال تقویت حاصل ہوتی ہے کیونکہ ایک تو حدیث میں اضطراب پایا جاتا ہے۔ دوسرے اسلام کے مجموعی اور متعینہ موقفات سے دوسرا احتمال متضاد ہے۔ تیسرے نبی کریم ﷺ نے ابن ام مکتوم کو نہایت مجبوری (نابینا پن اور دور

رہائش) کے باوجود گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت نہ دی۔(۹۶)

(۱۴) اہل دار میں ایک غلام اور مؤذن کے علاوہ کسی مرد کی صراحت نہیں ملتی' اور ان دونوں کے بارے میں بھی واضح نہیں کہ وہ کہاں نماز پڑھتے تھے لہٰذا پیچھے صرف ایک لونڈی خاتون کا تذکرہ ملتا ہے۔

مذکورہ حقائق کی روشنی میں درج ذیل امور متحقق ہوتے ہیں۔

(۱) یہ واقعہ احکامِ پردہ کے نزول سے پہلے کا ہے لہٰذا اسے احکام پردہ کے نزول کے بعد کیلئے دلیل نہیں بنایا جاسکتا۔ (۲) عالمہ اور فاضلہ عورت کو خواتین کی امام مقرر کیا جاسکتا ہے تاکہ مردوں سے خواتین کا اختلاط کم سے کم ہو۔ (۳) کسی ضرورت کی بناء پر خواتین کے قریب ذمہ داری کسی مرد کو دینی ہوتو بوڑھے مرد کا انتخاب کیا جائے۔ (۴) عورت آذان نہیں دے سکتی، ورنہ اذان کیلئے لونڈی کو مقرر کیا جاسکتا تھا۔ یا پھر لونڈی اس وقت تھی ہی نہیں۔ (۵) محض احتمالات سے احکام عزیمت میں تبدیلی کرنا جائز نہیں اور مردوں کی صف کے آگے عورت کا کھڑا ہونا رخصت ہے اور عزیمت کے احکام میں تبدیلی، لہذا یہ رخصت ثابت شدہ نہیں۔ (۶) مرد وزن کا اختلاط بالجزم ممنوع ہے اس ممنوعیت میں رخصت ثابت کرنے کیلئے مضطرب اور محتمل روایت سے حجت نہیں لی جاسکتی۔ (۷) مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا بھی مساجد میں حاضر ہوکر نماز پڑھنا مشروع ہے۔

اس ساری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ (الف) حدیث ام ورقہ کی استنادی حیثیت مختلف فیہ ہے۔
(ب) حدیث میں اضطراب ہے اور مضطرب حدیث سے غیر مانوس امر کی دلیل نہیں لی جاسکتی۔
(ج) حدیث کا پس منظر اور تحقیقی مطالعہ حضرت ام ورقہؓ کے مرد مقتدیوں کو ثابت نہیں کرتا۔ (د) محدثین کی اکثریت نے اس حدیث سے عورت کی عورتوں کیلئے امامت پر استدلال کیا ہے اور انہوں نے اسے مردوں کیلئے عورت کی امامت کے جواز کو اختیار نہیں کیا۔ (ج) محض احتمالات کی بنیاد پر ایک مضطرب اور مختلف فیہ روایت کی بنیاد پر قرآن' عہد رسالت کے تمام واقعات اور سیرت رسول اللہ ﷺ کے خصوص وعموم کی مخالفت پر مبنی موقف بعض افراد نے اختیار کیا ہے جو کہ راجح معلوم نہیں ہوتا۔ آئمہ اربعہ اور دیگر اہل علم نے بھی اس سے مراد 'عورت کا مردوں کی امام بننا'' نہیں لیا۔ بلکہ بعض فقہاء نے تو امامت کی شرط 'مرد ہونا' بھی بیان کی ہے۔(۹۷)

آئمہ اربعہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کرواسکتی۔(۹۸) حتیٰ کہ عام فقہاء کے نزدیک اس مرد کو اپنی نماز دہرانا پڑے گی' جو امام کی حالت سے ناواقفیت کی بناء پر اس کے پیچھے نماز

پڑھ لے اور بعد میں پتہ چلے کہ امام عورت تھی (۹۹) سوائے ابوثور اور مزنی کے اُن کے نزدیک ایسی صورت میں اعادہ لازم نہیں کیونکہ بھول چوک پر انسان قابل گرفت نہیں۔ شیعہ حضرات کے نزدیک بھی عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی۔ (۱۰۰) البتہ صرف ابن جریر طبری کا قول اس کے حق میں ملتا ہے۔ (۱۰۱) یہ محض ایک مجہول قول ہے جو جدت پسندوں کی طرف سے پیش کیا جاتا' البتہ حنابلہ میں سے امیر صنعانی وغیرہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے کہ ان کے نزدیک نفل نماز میں عورت مرد کے پیچھے کھڑے ہو کر اس کی امامت کروا سکتی ہے (۱۰۲) لیکن ابن قدامہ (جو کہ خود بھی کبار حنابلہ میں شامل ہیں) نے دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ یہ موقف بلا دلیل' تحکم پر مبنی اور مضحکہ خیز ہے' لہٰذا امام صنعانی کا موقف فقہ حنبلی میں بھی شاذ ہے۔ (۱۰۳) کیونکہ امامت میں پیچھے کھڑے ہونے کا کوئی دھندلا سا تصور بھی اسلام میں نہیں، حتی کہ تحویلِ قبلہ میں بھی امام نے جگہ بدلی۔ ابن قدامہ نے حدیث ام ورقہ کو خواتین کی امامت سے خاص کیا ہے اور وضاحت کی ہے کہ ''عام فقہاء کے مطابق مرد کیلئے عورت کی اقتداء کرنا کسی صورت صحیح نہیں' نہ فرض میں' نہ ہی نفل میں''۔ (۱۰۴)

حاصلات مطالعہ یہ ہیں کہ

...... عورت مردوں کی امامت کسی حالت اور صورت میں نہیں کروا سکتی۔

...... عورت عورتوں کی امامت کروا سکتی ہے۔

...... حدیث ام ورقہ کی استنادی حیثیت بالجزم حکم کو نہیں ٹال سکتی۔

...... عورت مردوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے نظامِ ستر وحجاب کی پابندی اور مردوں کے پیچھے صف میں کھڑی ہوگی۔

...... مرد وزن کا اختلاط بلا ضرورت شرعی جائز نہیں اور ضرورت شرعی پر بھی اُسے کم سے کم کرنے کی بھرپور تدابیر کرنا مسنون ہے۔

عالم و فاضل افراد خواہ وہ مرد ہوں یا عورت ان کی عزت افزائی کرنا مسنون ہے۔

❁❁❁❁❁

حوالہ جات

۱۔ ابوداؤد' کتاب الصلوٰۃ باب امامۃ النساء' ح ۵۹۲ 'ص:۱۲۶۷

۲۔ القاموس المحیط ،ص:۵۰۳ ۳۔ ایضاً ۴۔ ایضاً

۵۔ ایضاً ۶۔ ایضاً ۷۔ ایضاً

۸۔ (i) دارقطنی' باب صلوٰۃ النساء جماعۃ وموقف امامھن' ج:ا' ص:۴۰۴ (ii) مصنف عبدالرزاق' ح: ۵۰۸۶' ج:۳' ص:۱۴۱

۹۔ مصنف ابن ابی شیبہ' ح: ۴۹۵۴' ج:ا' ص:۴۳۰

۱۰۔ ابن حزم:ابومحمد علی بن احمد (م۴۵۶ھ)،المحلی بالآ ثار،[بیروت:دار الفکر طبعہ وسن ندارد]' ج:۴' ص:۲۱۹

۱۱۔ شافعی:محمد بن ادریس:الامام(م،۲۰۴ھ)موسوعۃ الام[قاہرہ،المکتبۃ التوفیقیۃ]،ج:ا'ص:۲۷۷

۱۲۔ بیہقی' ح: ۵۱۴۰' ج:۳' ص:۱۳۱ ۱۳۔مصنف ابن شیبہ' ح:۴۹۵۳' ج:ا' ص:۴۳۰ (علامہ ابن حزم نے اس حدیث کی سند کو سلسلۃ الذھب قرار دیا ہے)(ج:۴' ص:۲۲۰)

۱۴۔ مصنف عبدالرزاق' ح:۵۰۸۲' ج:۳' ص:۴۳۰

۱۵۔ مصنف عبدالرزاق' ح: ۵۰۸۳' ج:۳' ص:۱۴۰ ۱۶۔المحلی 'ج:۳' ص:۱۳۷

۱۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ' ح:۴۹۵۵' ج:۲' ص:۸۹ اس کی سند صحیح ہے

۱۸۔ مصنف عبدالرزاق' ح: ۵۰۸۰' ج:۳' ص:۱۴۰ اس کی سند صحیح ہے ۱۹۔ایضا، ح: ۵۰۸۵' ج:۳' ص:۱۴۰، اس کی سند صحیح ہے

۲۰۔ سہارنپوری:خلیل احمد(م۱۳۴۶ھ)بذل المجھود فی حل سنن ابی داؤد،[بیروت:دار البشائر الاسلامیہ،طبعہ اولی ۱۴۲۷ھ] ج:۳،ص:۴۷۲

۲۱۔ مصنف عبدالرزاق' ح:۵۰۹۷

۲۲۔ بذل المجھود، ج:۳،ص:۴۷۱

۲۳۔ ایضاً،ص:۴۷۲ ۲۴۔ الموسوعۃ الفقھیۃ' ج:۶' ص:۱۲۶۳

۲۵۔ دیکھئے:شمارہ اکتوبر ۲۰۰۳ء اور اکتوبر ۲۰۰۴ء

۲۶۔ شافعی:محمد بن ادریس:الامام(م،۲۰۴ھ)موسوعۃ الام[قاہرہ،المکتبۃ التوفیقیۃ]ج:ا،ص:۲۷۷

۲۷۔ المعتمد ،ج:ا،ص:۱۸۲

۲۸۔ التعلیق المغنی شرح دار قطنی، ج:۱، ص:۴۰۵

۲۹۔ بدایۃ المجتهد، ج:۱،ص:۱۸۴

۳۰۔ ایضاً ۳۱۔ ایضا

۳۲۔ الاستیعاب، ج:۴،ص:۷۸۴

۳۳۔ صحیح بخاری، کتاب الهبۃ وفضلها والتحریض علیها، باب من اهدی الی صحابہ (۸) ح:۲۵۸۱،ص:۴۱۷

۳۴۔ ایضاً

۳۵۔ صحیح ابن خزیمۃ، ح: ۱۶۷۶، ص:۸۰۹

۳۶۔ الاوسط فی السنن والاجماع والاختلاف، ج:۴، ص:۲۲۶

۳۷۔ سنن الدارقطنی، ح:۱۴۸۹ ۳۸۔ حمید اللہ، ڈاکٹر، خطبات بہاولپور، ص:۴۲۰

۳۹۔ مدیر غامدی: جاوید احمد، ماہنامہ اشراق، مضمون ''عورت کی امامت'' از خورشید عالم، شمارہ مئی ۲۰۰۵ء، ص:۳۵

۴۰۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب خروج النساء لحوائجهن (۱۱۶)، ح:۵۲۳۷، ص:۴۵۲

۴۱۔ ایضاً، کتاب الطلاق، باب اذا اسلمت مشرکۃ والنصرانیۃ ...... (۲۰)، ح: ۵۲۸۸، ص:۴۵۷

۴۲۔ ایضاً، کتاب الجهاد، باب مداواۃ النساء الجرحی فی الغزو (۶۷)، ح:۲۸۸۲، ص:۲۳۲

۴۳۔ ایضاً، کتاب الاذان، باب من أخف الصلوٰۃ...... (۶۵) ح: ۷۰۷، ص:۵۷

۴۴۔ مسلم، کتاب الفتن، باب قصۃ الجساسۃ، ح:۷۳۸۶،ص:۱۲۷۵

۴۵۔ صحیح بخاری، کتاب العید، باب خروج النساء...... (۱۵)، ح: ۹۷۴، ص:۷۶

۴۶۔ ایضاً، کتاب النکاح، باب الغیرۃ (۱۰)، ح:۵۲۲۴، ص:۹۳۳، ایضاً، کتاب فرض الخمس، باب ما کان النبی یعطی المؤلفۃ...... (۱۹)، ح:۳۱۵۱، ص:۲۵۴

۴۷۔ ایضاً، کتاب المغازی، باب مرض النبی ووفاتہ (۸۴)، ح:۴۴۳۳، ص:۳۶۴

۴۸۔ ایضاً، کتاب الکسوف، باب صلاۃ النساء مع الرجال فی الکسوف (۱۰)، ح:۱۰۵۳، ص:۸۳

۴۹۔ ۵۰۔ ایضاً، کتاب المرضی، باب عیادۃ النساء الرجال (۸) ترجمۃ الباب: ح:۵۶۵۴، ص:۱۰۰۱

۵۱۔ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب استئذان المرأۃ زوجها...... (۱۱۷)، ح: ۵۲۳۸، ص:۴۵۲

۵۲۔ مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب خروج النساء الی المساجد...... ح:۹۹۷، ص:۲۴۸

۵۳۔ صحیح بخاری، کتاب العید، باب خروج النساء...... (۱۵)، ح ۹۷۴، ص:۷۶

۵۴۔ ابوداؤد، کتاب الادب فی مشی النساء......، ح:۵۲۷۲، ص:۱۶۳۹
۵۵۔ صحیح بخاری، کتاب التہجد، باب مسجد بیت المقدس (۶)، ح ۱۱۹۷، ص:۹۳،
۵۶۔ ایضاً، کتاب النکاح، باب لا یخلون رجل بامرأۃ إلا ذو محرم والدخول علی المغیبۃ (۱۱۲)، ح ۵۲۳۲،
ص:۴۵۲، من الکتب الستۃ ۵۷۔ ایضاً
۵۸۔ ایضاً، کتاب النکاح، باب ما یجوز ان یخلو الرجل بامرأۃ عند الناس (۱۱۳)، ح ۵۲۳۴، ص:۴۵۲
۵۹۔ القرآن: الاحزاب (۳۳) :۵۹
۶۰۔ مسلم، کتاب الصلوۃ، باب تسویۃ الصفوف واقامتھا......، ح:۹۸۵، ص:۷۴۸
۶۱۔ ابوداؤد، کتاب الصلوۃ، باب مقام الصبیان من الصف، ح:۶۷۷، ص:۱۲۷۳
۶۲۔ ایضاً
۶۳۔ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب المرأۃ وحدھا تکون صفا (۷۸)، ح:۷۲۷، ص:۵۸
۶۴۔ ایضاً ۶۵۔ ایضاً ۶۶۔ ایضاً ۶۷۔ ایضاً
۶۸۔ ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب التشدید فی ذالک، ح:۵۷۱، ص:۱۲۶۶
۶۹۔ مسلم، کتاب الصلوٰۃ، باب تسویۃ الصفوف واقامتھا......، ح: ۹۸۵، ص:۷۴۸
۷۰۔ صحیح بخاری، کتاب الاذان، باب انتظار الناس قیام ح:۸۶۶، ص:۱۴۰
۷۱۔ صحیح بخاری، ابواب العمل فی الصلاۃ، باب التصفیق للنساء (۵)، ح:۱۲۰۳، ص:۹۳
۷۲۔ ابوداؤد، کتاب الصلوٰۃ، باب امامۃ النساء، ح:۵۹۲، ۵۹۱، ص:۱۲۶۷
۷۳۔ مستدرک حاکم، ج:۱، ص:۲۰۳ ۷۴۔ ایضاً
۷۵۔ مسند احمد، حدیث ورقہ بنت عبداللہ بن الحارثؓ ح ۲۷۳۴۹، ج:۶، ص:۴۳۳
۷۶۔ مسند احمد، ح ۲۷۳۵۰
۷۷۔ دارقطنی، باب صلوٰۃ النساء جماعۃ وموقف ماھن، ح: ۱۰۷۱۔۱۰۶۹، ج:۱، ص:۸-۴۰۷
۷۸۔ ابن خزیمہ، محمد بن اسحاق (م ۳۱۱ھ)، صحیح ابن خزیمہ، [ریاض: شرکۃ الطباعۃ المحدودہ، طبعہ ثانیہ، سن
ندارد] ح:۱۶۷۶، ج:۳، ص:۸۹
۷۹۔ تہذیب التہذیب، ج:۶، ص:۸۷ ۸۰۔ ایضا
۸۱۔ ابن حجر عسقلانی، احمد بن علی، امام (م ۸۵۲ھ) تقریب التہذیب [لاہور، دار النشر الکتب الاسلامیہ،
الطبعۃ الثالثۃ ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۵ء] ص:۷۷۰

۸۲۔ سیوطی: جلال الدین، الامام (م:۹۱۱ھ) تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی [بیروت، داراحیاء التراث العربی، الطبعۃ الاولی ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء] ص:۲۹۹

۸۳۔ تیسیر للطحان، ص: ۱۵۲

۸۴۔ مسند احمد من الموسوعۃ الحدیثیۃ ح ۲۷۲۸۳، ۲۷۲۸۲

۸۵۔ تہذیب التہذیب، ج:۶، ص: ۸۷

۸۶۔ دیکھئے ماہنامہ 'محدث' لاہور، جلد: ۳۷، شمارہ نمبر ۶، جون ۲۰۰۵ء مدیر مدنی: حافظ حسن، مقالہ ''نماز میں عورت کی امامت؟'' ازمولانا زبیر علی زئی: ص:۴۵

☆ تہذیب التہذیب، ج:۶، ص:۸۷

۸۷۔ تقریب التہذیب، ص:۲۰۱

۸۸۔ ابن خزیمہ، ح:۱۶۷۶، ج:۳، ص:۸۹

۸۹۔ المنتقی، ص:۳۳۳

۹۰۔ تہذیب التہذیب، ج:۶، ص:۵۷۸

۹۱۔ ابن خزیمہ، ج:۳، ص:۸۹

۹۲۔ مستدرک حاکم، ج:۱، ص:۲۰۳

۹۳۔ قیام اللیل، ص:۱۶۲

۹۴۔ دارقطنی، باب صلوٰۃ النساء...... ح:۱۰۶۹، ج:۱، ص:۲۷۸

۹۵۔

۹۶۔ مسلم، کتاب المساجد، باب یجب اتیان المسجد علی من سمع الندآء، ح:۱۴۸۶، ص:۲۶۳

۹۷۔ بدایۃ المجتہد، ج:۱، ص:۱۸۴

۹۸۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، ج:۱

۹۹۔ المغنی، ج:۱، ص:۳۳

۱۰۰۔ الاستبصار، ج:۱، ص:۴۲۷

۱۰۱۔ بدایۃ المجتہد، ج:۱، ص:۱۰۵

۱۰۲۔ المغنی، ج:۲، ص:۳۳

۱۰۳۔ ایضاً

۱۰۴۔ بدایۃ المجتہد، ج:۱، ص:۱۸۴